تلخیص و ترجمہ

مسلمانوں کا نظامِ مالیات

تاریخی نقطۂ نظر سے

(۲)

سلسلہ کے لئے دیکھئے برہان بابت جولائی ۱۹۴۲ء

جزیہ | جزیہ رقم کی ایک معین مقدار کا نام ہے جو ذمیوں سے لی جاتی تھی اور مسلمان ہونے کے بعد ساقط ہوجاتی تھی! خراج اور جزیہ میں اتنا فرق تھا کہ وہ زمین سے لیا جاتا تھا اور مسلمان ہونے سے اس پر کوئی اثر نہ پڑتا تھا، جزیہ جانوں کا ٹیکس تھا اور اسلام لانے سے معاف ہوجاتا تھا، دوسرے جزیہ کی بنیاد "نصِ قرآنی[۱]" پر قائم ہے اور خراج کی اساس "اجتہاد" پر ہے۔

جزیہ، ذمیوں پر زکوٰۃ کی جگہ فرض تھا مسلمان اور ذمی دونوں ایک ریاست (State) کے شہری (Civilians) خیال کئے جاتے تھے ان کے حقوق میں کسی قسم کا امتیاز نہ تھا مسلم ریاست ان کے جان و مال کا ذمہ لیتی تھی اور ضروری تھا کہ جزیہ کی رقم ذمیوں کی فلاح و بہبود تعلیم و ترقی اور ان کی دوسری ضروریات پر صرف کی جائے[۲] شریعت نے جزیہ انھیں ذمیوں پر واجب قرار دیا تھا جو اگر مسلمان ہوتے تو اُن پر "جہاد" فرض ہوتا!

جزیہ کی مقدار حسب ذیل تھی

(۱) دولت مندوں سے ۴۸ درہم سالانہ

---

[۱] آیۃ ۲۹ سورۂ توبہ۔ [۲] الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۷۔

(۲) متوسط طبقہ سے ۲۴ درہم سالانہ

(۳) ادنیٰ طبقہ سے ۱۲ درہم سالانہ

غریبوں، بے بسوں، اندھوں، اپاہجوں، مجنونوں اور دوسرے معذور افراد سے جزیہ نہ لیا جاتا تھا، راہب اگر متمول نہ ہوتے تو انھیں بھی جزیہ ادا نہ کرنا پڑتا تھا، یہ صرف عاقل، بالغ اور آزاد مردوں پر واجب تھا، عورتوں اور بچوں سے نہ لیا جاتا تھا! [1]

جزیہ اسلام کا جدید تخیل نہ تھا، یونانیوں نے اسے سب سے پہلے ایشیائے کوچک کے باشندوں پر ۵۰۰ ق.م میں عائد کیا تھا، رومیوں اور ایرانیوں نے ان کی تقلید کی تھی اور اپنی مفتوحہ قوموں پر اسے لازمی قرار دیا تھا۔ مسلمانوں کا نظامِ جزیہ ایرانیوں کے نظامِ جزیہ سے بہت کچھ ملتا جلتا ہے۔

مسلمان فرماں رواؤں کا اصول تھا کہ وہ جزیہ وصول کرنے میں عدل وانصاف اور نرمی کا برتاؤ کرتے تھے۔ اسلام کا قانون تھا "جزیہ وصول کرنے کے لئے کسی ذمی کو زدوکوب نہ کیا جائیگا، نہ دھوپ وغیرہ میں کھڑا کیا جائے گا، نہ بدن داغ کر یا کسی دوسری طرح جسمانی اذیت پہنچائی جائے گی، ان سے نرمی برتی جائے گی، سہل انکاری کی حالت میں صرف حوالات میں بند کیا جاسکتا ہے مگر ادائیگی کے بعد فوراً رہا کردیا جائے گا"

قاضی القضاۃ (چیف جسٹس) امام ابو یوسفؒ نے ہارون رشید (۱۷۰ھ یا ۱۹۳ھ = ۷۸۶ء تا ۸۰۹ء) کو ایک خط میں لکھا تھا "آپ کا فرض ہے، ذمیوں سے رواداری برتیں، یہ آپ کے ابن عم آنحضرت صلعم کا معمول تھا۔ ان کی ضرورتوں سے بےخبر نہ رہئے، ان پر جبر وجور اور زیادتی نہ ہونے پائے، جزیہ کے ماسوا اوران کا مال نہ لیا جائے، آنحضرتؐ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ان آخری الفاظ سے آپ ناواقف نہ ہوں گے "ذمیوں سے بھلائی کرنا، ان سے رواداری برتنا، انھیں کسی قسم کی تکلیف

---

[1] کتاب الخراج ص ۶۹-۷۲، الجامع لاحکام القرآن وقرطبی ج ۸ ص ۱۰۸، الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۹۔

نہ ہونے دینا"[۱] عہدِ عباسیہ میں ذمیوں کے حقوق کے تحفظ اور ان کی دوسری ضروریات کا لحاظ رکھنے کے لئے ایک مستقل محکمہ قائم تھا[۲]

زکوٰۃ | انواعِ زکوٰۃ پانچ ہیں:۔

(۱) سونا، چاندی: سونا بیس مثقال اور چاندی ۲۰۰ درہم ہو اور ایک سال ان پر گذر جائے تو ۱/۴۰ حصہ دینا پڑتا تھا۔

(۲) مویشی: ان میں اونٹ، گائے، بیل اور بھیڑ بکری داخل ہیں، یہ ضروری تھا کہ وہ باربرداری گھی دودھ، اور افزائش نسل کے لئے پالے گئے ہوں اور سال کی اکثر مدت میں چرتے رہے ہوں، گھوڑے گدھے اور خچر اگر تجارت کے لئے نہ ہوں تو ان پر زکوٰۃ[۳] واجب نہیں ہے۔

(۳) سامانِ تجارت: تجارت کا سامان اگر سونے چاندی کے "نصاب" تک پہنچ جاتا تھا اور اس پر ایک سال بھی پورا گذر جاتا تھا تو ۱/۴۰ دینا پڑتا تھا۔

(۴) سونے چاندی کی کانیں اور خزانہ: قانونِ شریعت میں ان دونوں کی ایک حیثیت تھی اگر دارالحرب ہوتا تو ۱/۵ حصہ ریاست کا ہوتا تھا، "ارضِ صلح" میں ۱/۴۰ حصہ ریاست کا تھا اور باقی پانے والے کا حق تھا[۴]

(۵) غلہ اور پھل: اگر زمینیں بارش اور قدرتی نالیوں کے ذریعہ سیراب ہوتی ہیں تو ان کی پیداوار کا ۱/۱۰ حصہ لیا جاتا تھا، ۱/۲۰ اس وقت لیا جاتا تھا جب انھیں سینچنا پڑا ہو اور نشوونما میں کاوشیں اٹھانی پڑی ہوں،[۵]

---

[۱] الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۷۔

[۲] Sayed Amir Ali, A Short - History of the Saracens, P. 415

[۳] دیکھئے تفصیل کتبِ فقہ میں۔ [۴] صحیح بخاری۔

[۵] صحیح بخاری، الجامع لاحکام القرآن ج ۷ ص ۹۹ الفقہ علیٰ مذاہب الاربعہ

فئے | محارب قوموں کا جو مال بغیر کسی قسم کی جنگ وجدال کے ہاتھ آئے وہ فی کہلاتا ہے۔
فے کا ⅕ حصہ، پانچ حصوں میں تقسیم کیا جاتا تھا، ایک حصہ آنحضرتؐ کی زندگی میں آپ کا ہوتا تھا اور باقی چار حصے آنحضرتؐ کے قرابت داروں، یتیموں، مسکینوں اور بے زادراہ مسافروں کو دیدیئے جاتے تھے، ⅘ حصہ حضرت عمرؓ کے ابتدائی دور تک فوج میں سامانِ جنگ خریدنے کے لئے تقسیم کردیا جاتا تھا، حضرت عمرؓ نے سامانِ جنگ فراہم کرنے کا باقاعدہ انتظام حکومت کی طرف سے کردیا تھا اور اس کے لیے حکومت کا ایک علیحدہ شعبہ قائم تھا، اس کے بعد یہ مال بیت المال میں داخل کردیا جاتا تھا۔

غنیمت | غنیمت اس مال ودولت کو کہا جاتا تھا جو مسلمانوں نے غیر مسلموں سے مقابلہ کے بعد حاصل کیا ہو، یہ چار قسم کا ہوتا تھا، مرد قیدی، عورتیں اور بچے، زمینیں، مال ودولت، قیدیوں کے بارے میں امیر کو اختیار تھا سب کو رہا کردے، سب کو قتل کردے یا انھیں مجاہدین میں تقسیم کردے۔ اہلِ کتاب کی عورتوں اور ان کے بچوں کو مجاہدین میں تقسیم کردیا جاتا تھا اور ان کا قتل جائز نہ تھا اگر یہ مشرک اور دہریہ ہوتے تھے اور اسلام لانے سے انکار ہوتا تھا تو امیر کو اختیار تھا کہ انھیں غلام بنالیا جائے یا قتل کردیا جائے[۵] تقسیم کے وقت یہ خیال رکھا جاتا تھا کہ ماں سے بچہ کو جدا نہ کیا جائے۔

زمینیں، جن کے مالک قتل، قید یا جلاوطنی کی وجہ سے فنا ہو گئے ہوں، مجاہدین میں تقسیم کردی جاتی تھیں یا ان کی اجازت سے مفادِ عامہ کے لئے وقف کردی جاتی تھیں۔

مال ودولت کا ⅕ حصہ، فی کی طرح پانچ حصوں میں تقسیم کردیا جاتا تھا اور ⅘ حصہ مجاہدین کا حق سمجھا جاتا تھا، تقسیم میں سوار کو پیدل سے دگنا دیا جاتا تھا۔[۱]

عشر | عشر یا ⅒ حصہ ان غیر مسلم[۲] تاجروں کے سامان سے لیا جاتا تھا جو دارالحرب سے دارالاسلام

[۱] دیکھئے تفصیل الجامع لاحکام القرآن ج ۸ ص ۱-۲۰، ج ۴ ص ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، احکام القرآن (ابن عربی) ج ۱ ص ۳۵۴- الاحکام السلطانیہ ص ۱۳۵- [۲] صبح الاعشیٰ ج ۳ ص ۲۶۳- [۵] یہ مسائل قدرے تفصیل طلب ہیں (برہان)

میں تجارت کرنے آتے تھے، یہ سال میں ایک دفعہ ادا کرنا پڑتا تھا۔

بیت المال کے وسائل آمدنی میں گرا پڑا ہوا مال، لاوارثی دولت اور زرِ مصالحت بھی داخل تھا۔

خلافتِ راشدہ کے ذرائع آمدنی کا یہ ایک اجمالی خاکہ ہے۔

عہدِ بنی امیہ | بنو امیہ کے دور میں نہ صرف جزیہ کی مقدار بڑھادی گئی بلکہ اور نئے ٹیکس بھی لگا دیئے گئے، امیر معاویہؓ (۴۱ھ - ۶۰ھ؛ ۶۶۱ء - ۶۸۰ء) نے اپنے گورنر مصر وردان کو لکھا تھا[۵۰] "ہر قبطی مرد پر ایک قیراط بڑھادو" حجاج بن یوسف کے بھائی نے یمن[۵۱] کی زمینوں پر عشر کے ماسوا ایک اور ٹیکس لگا دیا تھا۔ عبدالملک بن مروان نے تمام خراسان کی مردم شماری کرائی تھی اور ہر فرد پر ایک جدید ٹیکس لگا دیا تھا۔ اسی پر اکتفا نہ کیا تھا بلکہ مقررہ جزیہ کی مقدار میں تین دینار کا اضافہ بھی کردیا تھا[۵۲]، اسی طرح عراق کے باشندوں پر نئے ٹیکس عائد کردیئے تھے، یہ وہ وقت تھا جب انھیں پچھلے ٹیکس ادا کرنے بھی دوبھر تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (۹۹ھ - ۱۰۱ھ؛ ۷۱۷ء - ۷۲۰ء) نے خراج کے افسروں کے نام حکم جاری کیا تھا "خراج کے درہموں کی مالیت ۱۴ قیراط سے زیادہ نہ ہو" یہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس زمانہ میں مختلف مالیت کے درہم چلتے تھے، اس لئے افسروں کو اس کا موقع ملتا تھا کہ زیادہ مالیت کے درہم شہریوں سے وصول کریں اور انھیں بدل کر کم مالیت کے بیت المال میں داخل کردیں۔[۵۳]

عبیداللہ بن زیاد گورنر عراق نے خراج کے عرب افسروں کی جگہ ایرانی افسر مقرر کردئے تھے یہ بڑے بڑے زمیندار ہوتے تھے، تجربہ نے ثابت کردیا[۵۴] وہ زیادہ ایمان دار اور صاحبِ بصیرت ہیں۔[۵۵]

عبدالملک بن مروان نے اپنے غیر معمولی سیاسی تدبر سے ٹیکس کا نظام نہایت بلند معیار پر

---

۵۰ فتوح البلدان بلاذری ص ۲۳۷ ۵۲ کتاب الخراج ص ۲۳

۵۳ تفصیل ملاحظہ ہو تاریخ یعقوبی ج ۲ ص ۲۵۸۔ ۵۴ طبری جلد ۲۔ قسم ثانی ص ۴۵۸ و ۹۹۵

پہنچا دیا تھا، ٹیکس کے افسران کو ایک پائی بھی غبن کرنے کی جرأت نہ ہو سکتی تھی، وہ نہایت سختی سے ان کا محاسبہ کرتا تھا، رشوت خور اور بددیانت افسروں کو معزول کرکے انھیں لرزہ خیز سزائیں دیتا تھا اور ان سے ایک ایک حبہ اگلوا لیتا تھا۔ ۵۰

بنی امیہ کے زوال کے ساتھ ان کا نظام مالیات بھی ابتر ہوتا گیا تھا۔ انتہا یہ تھی کہ ۱۳۲ھ مطابق ۷۵۰ء میں جب وہ عباسیوں کے ساتھ موت وزندگی کی کشمکش میں مبتلا تھے، اس وقت فوج کی تنخواہیں ادا کرنے کے لئے خزانہ میں ایک حبہ نہ تھا، نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی فوج عباسیوں کے ساتھ مل گئی اور دمشق کے قلعوں پر بنی امیہ کی جگہ عباسیوں کا سیاہ پرچم لہرانے لگا۔ یہ آخر ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔

ع۔ ص

رمضان المبارک کے لئے خاص رعایت

حمائل شریف (کلاں) فاطمۃ الکبریٰ بنت جناب محمد دین صاحب خوشنویس کی لکھی ہوئی حمائل شریف جو حال میں شائع ہوئی ہے کتابت کی دلآویزی اور پاکیزگی کی وجہ سے خاص شان کی مالک ہے۔ موصوفہ کو ہندوستان کی سب سے بہتر عربی خوشنویس ہونے کی حیثیت سے مختلف انجمنوں اور نمائشوں کی طرف سے طلائی تمغے ملے ہیں۔ بیگم صاحبہ بھوپال اور اعلیٰ حضرت نواب صاحب حیدرآباد نے ہدیے اور وظائف پیش کئے ہیں۔ حمائل مترجم ہے اور ترجمہ شاہ عبدالقادر محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ہے سائز ۲۰×۳۰/۱۶

ہدیہ مجلد تین روپے کے بجائے سوا دو روپیہ عہ

ملنے کا پتہ:- **مکتبہ جامعہ دہلی قرول باغ**

---

۵۰ Recherches Surla Domination Arabe, le Chiitisme et les Crafances Messianiques Soun le Khalifat des Omayades P. 27-33.

عربوں کی حکومت، شیعیت اور اسرائیلات۔